QUARTERLY, PEER REVIEWED
al-amir
ISSN(P): 2790-931X ISSN(E): 2790-9328
E-Mail: editor.alamir@gmail.com

رسول اللہ ﷺ سے حیوانات کا کلام اور مطالعہ سیرت میں اس کی اہمیت

Communication of Animals with the Holy Prophet ﷺ & it's Significance in the Study of Biography

Dr. Kulsoom Paracha
Chairperson, Department of Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: drkalsoom@wum.edu.pk
Rowaifa Ameer
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, The Women University Multan.
Email: sajjadbuzdarsajjadbuzdar939@gmail.com

In the final celestial book of Allah, the Hadith Sharif, and the biography (Sirah) of the Prophet Muhammad ﷺ, numerous events highlight the special status granted to the Seal of the Prophets, Muhammad Mustafa Ahmad Mujtaba ﷺ. As the ultimate guide and exemplary teacher, he was sent to illuminate the path of righteousness, not only for this world but for all realms. His entire 63-year life—his actions, thoughts, character, and every external and internal aspect—stands as a flawless model, devoid of any imperfection, and shines as clearly as the light of day. Among the unique occurrences within the Prophet's life are remarkable accounts of animals communicating with him, which emphasize his noble status and divine connection. Some animals bowed in reverence, others expressed grievances against their owners, and some bore witness to his Prophethood, symbolizing the respect and awareness even non-human creatures held towards him. This study explores these narratives, examining the significant episodes of animals interacting with the Messenger of Allah ﷺ and the theological and moral lessons conveyed through these interactions.

Keywords: Prophet Muhammad ﷺ, Islamic teachings, animals, Prophethood, Sirah, miracles, communication, divine signs

DOAJ OPEN GLOBAL TRUSTED
Academic Resource Index ResearchBib
Journament
CiteFactor
اشاریہ اردو جرائد
Eoi Electronic Object Identifier
I2OR
Cosmos

تعارف:

اللہ کی آخری آسمانی کتاب، حدیث شریف اور سیرت محمدی ﷺ میں پیش کردہ وضاحت کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ، خاتم النبیین، حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے بارے میں پیش کردہ وضاحت کے حساب سے رب رحیم نے اپنے نبی احمد مجتبیٰ ﷺ کو خاص اہمیت کے حامل کرم نوازیوں سے دونوں جہانوں کے لیے بلکہ تمام جہانوں کے لیے ایک سیدھا راستہ دکھانے والا، ایک مثالی استاد اور ایک مکمل نمونے کے طور پر بھیجا۔اس دنیا میں آپ ﷺ کی پیدائش تا آخری عمر یعنی پوری 63 سالہ زندگی میں اگر ہم آپ کے ظاہر کو دیکھیں یا باطن کو دیکھیں، فکر کو دیکھیں یا اخلاق کو دیکھیں، ہر ایک چیز کسی بھی قسم کے عیب اور کسی بھی نقصان سے پاک اور تصدیق شدہ زندگی کے طور پر روز روشن کی مثل عیاں ہے۔ حضرت سلمان علیہ السلام کو ایسی بے مثال حکومت اور سلطنت حاصل تھی کہ صرف ساری دنیا پر ہی نہیں بلکہ جنات اور طیور اور ہوا پر بھی ان کی حکومت تھی وہ نہ صرف پرندوں اور کیڑوں مکوڑوں کی بولی جانتے بلکہ اللہ کے حکم سے ان سے مختلف امور میں مدد بھی لیتے تھے۔اور یہ خصوصیت نبی کریم ﷺ کے اندر بھی موجود تھی۔جس طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالی گئی تمام اشیاء کو مد نظر رکھتے ہوئے امت تک ان کو پہنچایا گیا وہاں پر رسول اللہ سے منسوب جانوروں کا ذکر بھی موضوع سخن بنا اور وہ جانور جو نبی کی نبوت کی گواہی کا سبب بنے، وہ جانور جنہوں نے شکایت کی کی اپنے مالکان کیا ور وہ جو سر بسجود ہوئے تھے۔

ہم کلام حیوانات:۔

سید الکونین دو جہانوں کے سردار حضرت محمد ﷺ جن کے لیے اس کائنات کو بنایا، انہیں اس کائنات میں ایک سیدھا راستہ دکھانے والا، اپنی امت کو بت پرستی اور برائیوں کی دلدل سے نکالنے والا، عظیم معلم اور پیغمبر کے اعلیٰ عہدے پر فائض کر کے بھیجا گیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر ایک پہلو زمین پہ موجود مخلوق کے لیے اور ان کے مسائل کے لیے بطور سد باب کے ایک مکمل اعلیٰ نمونہ ہے۔[1]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا[2]

"بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لیے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے"

---

[1] Ḥāfiẓ Ẓāhid Laṭīf, Manṣūbāt Rasūl ,ﷺ Rasūl Allāh kī Sawāriyān aur un kī ʿAṣrī Maʿnawiyyat, Issue No. 4-9, Vol 76 (Jāmiʿah Muḥammadīyah Sharīf, Chiniot, 1445 AH).

[2] Al-Aḥzāb, 21:33.

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اس رب کائنات کے بھیجے گئے پیغامات کے عملی اظہار سے لبریز ہے جس کو بذریعہ نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل انسانی جماعت کے آگے لایا گیا اور یہی انسان کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف منتقل کرنے کا سبب بنا -خوش نصیبی کی آخری حدود کو چھوتے ہوئے ہر وہ ذات بشمول انسان، حیوان، چرند، پرند کے جسے رفاقت رسول اللہ ﷺ یا کسی بھی طرح سے کوئی تعلق ان سے جڑا ہو، جسے محمد عربی کی رؤیت اور لمس حاصل ہوا-بلند مرتبہ ذات جس کی ہمنوائی پا کر زمین کے جانور فرط مسرت سے ہن ہنا اٹھتے-رحمت اللعالمین کے رحیم ہونے کا یہ عالم تھا کہ جس کی آنے کی خوشی میں زمینی کیڑی مکوڑے ہوں یا اونٹ جیسا قد و قامت والا جانور پاؤں مبارک پر بوسہ دئے بغیر نہ رہ پاتے-اس کی وجہ یہ تھی کہ محبتوں والے کی محبت فقط انسانوں تک ہی محدود نہیں ہے-جن کی رفاقت اور رحمت کا دریا ہر خاص وعام کو سیراب کر ڈالتا ہے- یہی شفقت اور محبت کا عالم دیکھ کر جانور بھی نہ رہ سکے جس کی وجہ سے کچھ جانوروں نے شکایت کرتے ہوئے ہمکلامی کی تو کسی نے نبوت کی گواہی دیتے ہوئے یہ شرف اپنے نام کیا تو کوئی محبت رسول اللہ ﷺ سے سرشار ہو کر سر بسجود ہو گیا-[3] چند ایک جانوروں کے واقعات جن کو اصحاب حدیث نے لکھنے کا سہرا اپنے نام کیا وہ درج زیل ہیں-

(1)الاسد (2) بقرۃ (3)الجمل،اونٹ (4)حمار، گدھا (5)ذئب، بھیڑیا (6)الضب، گوہ (7)الظبی، ہرن

واقعات پر نظر ڈالتے ہیں:-

الاسد / شیر کی اطاعت:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانوروں کے تعلقات کا ذکر بہت اہمیت رکھتا ہے، جس میں ہر جانور کی اپنی خاصیت اور مقام ہے۔ان جانوروں کی اطاعت و فرمانبرداری میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و شان کا اظہار ہوتا ہے۔رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی جہاں پر باقی جانوروں سے نسبت اور باقی جانوروں کے عاجزانہ رویے کا عمل ظاہر ہوتا ہے وہاں جنگل کا سردار شیر بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گرامی نامہ کا مطیع ہو گیا اور اس کا واقعہ کچھ اس طرح ہے جو کہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ[4] کی کتاب کو مصنف حجۃ اللہ علی العالمین میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

کہ رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نوکر تھا جسے "سفینہ" کے نام سے پکارا جاتا تھا -حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی طرف جو کہ اپنے وقت میں یمن کے حاکم تھے ان کی طرف روانہ کیا اور سید الکونین ﷺ نے اس کو ایک خط بھی دیا تاکہ وہ خط آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی طرف پہنچادے-حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ

---

[3] Dr. Sayyidah Sādiya, Manṣūbāt Rasūl ,ﷺ Mīrāth Rasūl :ﷺ Sīrat Nabawī kī Roshni meṅ Taḥqīqī Muṭālaʿah, Issue No: 4-9 Vol: 76 (Jāmiʿah Muḥammadīyah Sharīf, Chiniot, 1445 AH).

[4] سفینہ حضور ﷺ کے غلام تھے ،خدمت کی تقریب سے پیشتر حضوری کا شرف اور آپ کے ارشادات سننے کا موقع ملتا تھا، چنانچہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ ، آپ کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ اور حضرت علیؓ سے روایتیں کی ہیں۔

فرماتے ہیں کہ میں راستے میں جارہا تھا کہ اچانک مجھے ایک شیر نظر آیا اور شیر نے ارادہ کیا کہ وہ مجھ پر حملہ کر کے مجھے ختم کر دیں، چیر پھاڑ دے جب میں نے شیر کو اپنی طرف آتے دیکھا تو

"میں نے شیر سے کہا کہ اے شعر! خبر دار میرا نام سفینہ ہے اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور میرے پاس آپ ﷺ کا گرامی نامہ بھی موجود ہے- یہ سنتے ہی اللہ تعالی نے شیر کے دل میں ڈال دیا "

اور شیر سمجھ گیا کہ یہ گرامی نامہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بھیجا گیا ہے اور وہ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے کلام کو سننے اور سمجھنے کا اہل ہو گیا اور سنتے ہی اس نے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اپنے راستے کو بدل کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا-حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس شیر سے بچ کر ایک سمندر میں کشتی پر سوار ہو گیا-سمندر کو پار کر ہی رہا تھا کہ راستے میں اچانک ایک تیز تند ہوا چل پڑی جس کی وجہ سے کشتی اپنی تاب نہ لا سکی اور وہ ٹوٹ گئی-حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کشتی کے ٹوٹنے کی وجہ سے بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اور آخر کار میں کنارے تک پہنچ ہی گیا-وہاں کنارے پر پہنچتے ہی میں نے کیا دیکھا کہ ایک شیر کھڑا ہوا ہے فرماتے ہیں کہ جب شیر کو میں نے کھڑے ہوئے دیکھا تو میں نے اسے کہا کہ میں مولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں سنتے ہی میری با ت، میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہی شیر میرے آگے آگے چل پڑا اور وہ اپنے سر کو ہلاتے ہوئے مجھے راستے کی رہنمائی کرا رہا تھا اور اسی ہی طرح سے اس نے مجھے میرے منزل تک پہنچا دیا-[5]

مطالعہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح کے واقعات کی اہمیت اس بات میں ہے کہ ہم جانوروں کی فرمانبرداری اور اطاعت کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان وعظمت کا شعور حاصل کرتے ہیں۔ سیرت میں اس طرح کے واقعے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور اللہ کی مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک کی ترغیب دیتے ہیں۔ ان واقعات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کی مخلوقات، چاہے وہ انسان ہو یا جانور، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں ہیں۔ اس طرح کے واقعات ہمیں اس بات کا شعور دلاتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات صرف انسانوں کے لیے نہیں بلکہ تمام کائنات کے لیے رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔

بقرة / گائے کی ہمکلامی کا واقعہ:۔

جس طرح باقی تمام جانور جن میں ہرن، سمار وغیرہ کے بارے میں ذکر ہے کہ وہ رؤف رحیم محمد عربی ﷺ سے ہمکلام ہوئے اور اپنے اپنے مسائل کا تذکرہ کیا اسی طرح گائے کے بارے میں بھی ذکر آتا ہے کہ اس نے دو جہانوں کے سردار حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے بارے میں گواہی دی اور کلام کیا- جیسا کہ ذکر ہے :

[5] Shaykh Yūsuf ibn Ismāʿīl Al-Nabahānī, Ḥujjat Allāh ʿalá al-ʿĀlamīn (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1996), 34:2.

الوفا باحوال المصطفی میں مصنف لکھتے ہیں کہ **ابو عمر ہزالی** رحمۃ اللہ علیہ[6] کا واقعہ بیان کرتے ہے-جس میں انہوں نے اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ میں اپنے چند لوگوں کے ساتھ ایک دفعہ ذبح کرنے کے لیے **سواع** [7] کی جگہ پر گائے لے کر جارہا تھا- **سواع** ایک مقام کا نام ہے- یہ وہ جگہ ہے جہاں لوگ اپنے جانور لے جایا کرتے تھے اور وہاں پر انہیں ذبح کرتے تھے- عمر ہزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس ایک فربہ گائے تھی-اس کو ذبح کرنے کے ارادے سے میں نے اسے اپنے ساتھ لیا اور **مقام سواع** کی طرف چل پڑا- بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جیسے ہی میں نے اس پر چھری چلائی ذبح کرنے کی غرض سے کہ کیا سنتا ہوں- اس کے اندر سے ایک آواز نکلنے لگی جس کو سنتے ہی میں فرط حیرت میں مبتلا ہو گیا کہ ایک جانور ہو کر یہ بول رہا ہے اور پھر اس جانور کی آواز کا سننا جو کہ مردہ حالت میں ہے -یہ دونوں باتیں حیران کن تھی- فرماتے ہیں کہ اس کے اندر سے جو آواز آئی وہ یہ تھی کہ:-

> "وہ آواز جس میں گائے کہتی ہے کہ اس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا گیا ہے جس کو ظاہر کیا جائے اشجار کے درمیان اور وہ پتھروں کے بنائے ہوئے خداؤں کے نام پر اور ان تمام چیزوں کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کو حرام قرار دیتا ہے جن پر اللہ کا نام شمار نہ کیا جاتا ہو اور اس کے ساتھ ساتھ آسمان کو جنات کے آنے جانے اور آسمانی خبروں کو بطور جاسوسی کے سننا اور پھر ان خبروں کو خبر شیطان تک پہنچانے کے طریقے سے بچا لیا گیا ہے اس کو محفوظ کر دیا گیا ہے -عمر ہزالیؒ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے گائے کے اندر سے نکلنے والی آواز کو سنتے ہی ہم لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور حیرت کے عالم میں ہم مکہ مکرمہ کی طرف چل پڑے تھے- لوگوں سے پوچھتے پوچھتے ہم مکہ کی سرزمین پر پہنچ گئے تھے -جب ہم مکہ کی سرزمین پر پہنچے اور وہاں کے رہنے والوں سے پوچھا کہ کیا تم لوگوں میں سے کسی نے سنا ہے کہ محمد مصطفی تحیت والثنا صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خبر ہے تو ان میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی ان میں موجود تھے اور ہمیں اس بارے میں معلوم نہیں تھا- کہ آپ بھی ان لوگوں میں شامل ہیں- جب ہمیں معلوم ہوا کہ آپ آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی ہیں-تو ہم نے آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیں بتا سکتے ہیں کہ آپ کے شہر حرم میں کوئی ایسی نایاب شخصیت ہے جس نے اپنی ذات کے بارے میں نبی ہونے کا دعوی کیا ہو-

اور اس کو پاکیزہ نام احمد سے پکارا جاتا ہے جب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمارے اتنے متجسسانہ انداز سے پوچھے جانے والے انداز کو دیکھا تو انہوں نے بدلے میں ہم سے ہی سوال کر ڈالا بجائے اس کے کہ ہمارے سوال کا جواب ملتا آپ نے فرمایا:

---

[6] ابو عمر ہزالی ماہر لسانیات اور حدیث کے بہت بڑے سکالر تھے-

[7] سواع وہ مقام ہے جہاں پر عرب کے بت پڑے رہتے تھے اور وہ اپنے بتوں کی عبادت کے ساتھ ساتھ ان کے نام پر چڑھاوے چڑھاتے تے-

آپ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیوں ملنا چاہتے ہیں ؟ کس بات کا شوق ہے۔ آپ کو، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے پر کھینچ لایا ہے۔ کس بات نے آپ کو مجبور کیا ہے کہ آپ حضور اکرم ﷺ سے جا کر ملیں ابو عمر حزالیؒ فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کے پوچھنے پر ہم نے سارا قصہ سنا ڈالا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ نبی صادق امین بر حق ہیں، وہ سچ پر ہیں اور وہ تشریف فرما چکے ہیں۔ تمام واقعات سننے کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیں حلقہ اسلام میں داخل ہونے کی دعوت دی اور اس پر ہم نے جواب میں کہا کہ اس معاملے میں ہم اپنے قوم کے لوگوں کی رائے اور اپنے پیارے لوگوں کی رائے لینا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کا رد عمل دیکھ کر اس کے بعد ہم اس بات کا فیصلہ کریں گے۔ کہ ہم حلقہ اسلام میں داخل ہوں یا نہ ہوں۔"[8]

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جانوروں کے ساتھ ہونے والے ان مکالموں کا ذکر ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کی وسعت اور جامعیت کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ یہ واقعات ہمیں اس بات کی طرف رہنمائی کرتے ہیں کہ ہم اپنی روزمرہ زندگی میں اللہ کی مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک کریں اور ان کے حقوق کا احترام کریں۔

الجمل / اونٹ کی ہمکلامی رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ:۔

جس طرح باقی جانوروں کے کلام کرنے کا ذکر ملتا ہے وہاں پر اونٹ کے کلام کا تذکرہ بھی ہے۔ کہ اس نے بھی آقاء مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت اور شفقت کا اندازہ لگا کر اپنے حالات اور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات کو بیان کیا تھا۔ اونٹ کے واقعات مختلف حالات اور مختلف طریقوں سے پیش آنے والے مذکور ہیں۔ جن میں شامل اونٹ کا بات کرنا اور بعض جگہوں پر اونٹ کا اپنے مالک کی شکایت کرنے کا ذکر موجود ہے۔ جس کا اندازہ ہم چند ایک درج ذیل واقعات سے لگائیں گے۔

اونٹ کے ذبح کرنے کی شکایت:۔

ایک واقعہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے ہم اپنے راستے میں جا رہے تھے کہ اچانک ہم نے دیکھا کہ اونٹ کھڑا ہوا ہے اور وہ اونٹ درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ وہ اونٹ بہت ہی مایوسی کی حالت میں تھا۔ جب اس اونٹ کی نظر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تھی تو وہ دیکھتے ہی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چل پڑا جب آقاء محمد ﷺ نے اونٹ کو اپنی طرف آتے دیکھا تو نبی کریم ﷺ وہاں پر رک گئے تھے۔ اونٹ چلتے چلتے نبی محترم ﷺ کی طرف پہنچ ہی گیا قریب آ کر حالات کی ناسازگاری سے تھک ہار کر بیٹھ گیا تھا۔ جب نبی مکرم ﷺ نے اس کو اتنی غمزدہ حالت میں بیٹھا دیکھا تو احمد مصطفیٰ ﷺ نے معلوم کرنا چاہا کہ اس کے ساتھ کیا واقعہ پیش آیا ہے؟ تو اونٹ نے شکایت کی کہ میرا

---

[8] Khurshīd ʿĀlam Dāʾūd Al-Qāsimī, Rasūl Allāh ﷺ se Maḥabbat, Issue No: 7 (Dār al-ʿUlūm, Deoband, 2022).

مالک مجھے ذبح کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور مجھے اس بات نے تکلیف میں مبتلا کر رکھا ہے اور میں حالت غمزدگی میں ہوں-اونٹ کی یہ بات سن کر رؤف رحیم ﷺ نے دریافت کرنا کہ اس کا مالک کون ہے؟ یہ اونٹ کس کی ملکیت میں ہے؟

ابھی اس کے مالک کے بارے میں ایک دوسرے سے پوچھا ہی جارہا تھا کہ اچانک انصار کی چند لوگوں کی ایک جماعت وہاں پر آگئی تھی- ان میں سے ایک حضرت نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ اونٹ میری ملکیت میں ہے-جب اونٹ کا دعوے دار ظاہر ہو گیا تو آنحضرت ﷺ اس سے مخاطب ہوئے کہ یہ اونٹ تمہارے حق میں شکایت لے کر حاضر ہوا ہے- اس شکایت کی پوری وجہ کیا ہے؟جس پر انصار کے نوجوانوں نے جواب دیا کہ یہ ہمارا تقریبا 20 سال پرانا اونٹ ہے-اس اونٹ کی مدد سے ہم لوگ اپنے اپنے کنوؤں سے پانی لا کر اپنی زمینوں کو سیراب کرتے تھے-چونکہ اب یہ بوڑھا ہو چکا ہے اس میں کام کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہی اور عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس پر چربی بھی آگئی ہے اور اسی وجہ سے ہم نے ابھی اس کو ذبح کرنے کا سوچا ہے- تاکہ اس کا جو گوشت ہے وہ ہم اپنی اولاد میں بانٹ سکیں-جب اس اونٹ کو بھنک پڑی کہ ہم اس کو ذبح کر کے اس اسے کھانے والے ہیں اور اسے پکانے کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ اس ڈر سے وہاں سے فرار ہو گیا- آقا کریم ﷺ کی شفقت کا یہ عالم تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پورا واقعہ سنا تو آپ ﷺ نے اعرابی سے پوچھا کہ کیا تم اس کو فروخت کرنا چاہو گے؟اور اگر کرنا چاہو گے تو کیا دام لو گے؟

حضرت محمد ﷺ کی یہ بات سن کر انصار چونک گئے اور عرض کی سید الکونین ﷺ یہ آپ کا اپنا ہی مال ہے ہم آپ کے ہاتھ بھلا کیا فروخت کریں گے اور کتنے میں کریں گے، فروخت کریں گے اور آپ سے کیا دام لیں گے-جب رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا جواب سنا تو فرمایا اگر آپ لوگ لحاظ برت رہے ہو اور اچھائی والا معاملہ کرنا چاہتے ہو تو آپ حضرات اتنا کریں کہ اس پر چھری نہ چلائیں اسے اس وقت تک زندہ رہنے دیں جب تک یہ اپنی موت خود نا مر جائے اور جب یہ خود کی موت مرنے لگے اس کی زندگی پوری ہوتی ہے تو تم لوگوں کو اجازت ہے کہ اس پر چھری چلا لو-اور اس بات کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کی اس طرح کے الفاظ سے سرزنش کی کہ جب یہ حالت جوانی میں تھا اس کی ہڈیاں مضبوط تھی اور اس کو طاقتور جانور سمجھا جاتا تھا تب تک تم لوگوں نے اسے خوب کام کرایا اور جب یہ بوڑھا ہو گیا تو تم اس پر چھری چلانے کو سوچ رہے ہو-[9]

اونٹ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمکلام ہونے کا واقعہ ایک اور اہم سبق فراہم کرتا ہے- جب اونٹ نے اپنی شکایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی آواز سنی اور اس کے مالک سے اس کا انصاف کیا- اس واقعے سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مخلوق کی آواز سنی اور ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی- اونٹ کے ساتھ اس معاملے میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور انصاف کی تعلیم ہمیں یہ سکھاتی ہے کہ ہمیں بھی مخلوقات کے

[9] Ibn al-Jawzī, Al-Wafā bi-Aḥwāl al-Muṣṭafā, 349-350, Khurshīd ʿĀlam Gohar, Sīrat Sayyid al-Mursalīn (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2003), 624.

ساتھ انصاف اور حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں اس طرح کے واقعات ہمیں یہ سبق دیتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے دنیا کو بتادیا کہ کائنات کے ہر حصے میں اللہ کی حکمت اور ہدایات موجود ہیں۔

بگڑا ہوا اونٹ اور رحمت دو جہاں ﷺ کا ہمکلامی کا واقعہ:۔

ایک سرکش بگڑے ہوئے اونٹ کا واقعہ بیان کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی اپنی کتاب الوفا باحوال المصطفی میں بیان کرتے ہیں جس کو انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ کی زبانی نقل کیا ہے اور یہ واقعہ کچھ اس طرح سے ہے لکھتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک پوری جماعت تھے اور اپنے سفر سے گھر کی طرف لوٹ رہے تھے اور ہماری جماعت میں شامل دو جہانوں کے سردار تھے۔راستے میں ہمارا گزر ایک گلستان سے ہوا اور جب ہم اس گلستان کے قریب سے گزرے تو ہمیں خبر ملی کہ یہاں پر ایک اونٹ ہے جو بہت بری طرح سے بگڑا ہوا ہے اور کوئی بھی شخص اس کے قریب سے نہیں گزر سکتا۔بلکہ جو بھی اس کے قریب جاتا ہے یا اس کے پاس اندر استنبل میں جاتا ہے تو وہ اس پر جھپٹ پڑتا ہے۔اس اونٹ کی سرکشی کی شکایت لے کر لوگ سید الکونین رحمت اللہ العالمین کے پاس حاضر ہوئے لوگوں کو سارا واقعہ بتانے کے بعد آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ میں تشریف فرما گئے اور وہاں جاکر حالات کا جائزہ لیا اور دیکھا۔ جائزہ لینے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس باغ کے اندر جانے لگے تاکہ وہ اس اونٹ کا حال معلوم کرسکیں تو جب لوگوں نے رؤف رحیم ﷺ کو اندر جاتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو منع فرمایا کہ آپ اندر مت جائیں کہیں وہ آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پر تشریف لے گئے فرمایا کہ مجھے کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاسکتی جب تک اللہ کا حکم نہ ہو۔جیسے ہی اندر گئے اور اونٹ کی نظر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی تو وہ اونٹ خاتم النبیین ﷺ کو دیکھتے ہی کچھ کہنے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے اونٹ کی حالت دیکھتے ہوئے فرمایا کہ اس کی رسی پکڑ کر میرے پاس لے آؤ حکم نبوی کی تعمیل کی گئی تھی۔[10]

اونٹ کی سرکشی کی وجہ:۔

اونٹ کے بگڑنے اور برا بننے کی وجہ معلوم کرنے پر پتہ چلا اتنا سرکش کیوں ہوا؟ اس کی وجہ کیا تھی؟ سب سے بڑی وجہ اس کی یہ تھی کہ اس پر کام کا اتنا بوجھ ڈالا جاتا تھا کہ وہ تھک ہار کر سرکشی اور برائی پر اتر آتا تھا۔ اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی چارہ نہ تھا اونٹ کا مالک پانی کنویں سے اس سے اتنا نکلواتا تھا کہ کنواں خالی ہونے کو آجاتا تھا۔اور جب خوراک دینے کا وقت ہوتا ہے تو اس کی

---

[10] Khurshīd ʿĀlam Gohar, Sīrat Sayyid al-Mursalīn (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 2003), 624.

خوراک اور کھانے پینے کا خیال نہیں رکھا جاتا تھا-تو اس نے ایسی حرکتیں کرنا شروع کر دی جس سے مالک تنگ آ گیا تھا-اونٹ کو سزا کے طور پر وہ اپنے اوپر کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا جو بھی اس پر سوار ہوتا تھا وہ اس کو ٹھوکر مار کر گرا دیتا تھا-[11]

حمار /گدھے کا کلام کرنا:-

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم 7ھ میں جب خیبر کے یہودیوں کو عبرتناک شکست دے کر واپس فاتح بن کر لوٹے کر تشریف فرما ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ ایک کالے رنگ کا گدھا ہے آپ ﷺ اس کی طرف بڑھے اور اس سے ہم کلام ہوئے اور اس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سید الکونین کے پوچھے گئے سوالات کے جواب دیئے-رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کلامی میں اس سے پوچھا کہ:

"تجھے کس نام سے پکارا جاتا ہے؟"

تو اس نے کہا:

قال یزید بن شهاب

پھر وہ بولا کہ اللہ تعالی نے میرے آباواجداد کی نسل سے 60 اس طرح کے گدھے پیدا کیئے ہیں جن میں سے ہر ایک پر اللہ کے نبی ﷺ نے سواری کی اور اس کو اپنا سوار بنایا اور مجھے بھی اس بات کی امید ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے اوپر سواری کا شرف بخشیں گے-کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے آباؤاجداد کی نسل میں کوئی بھی ایسا گدھا نہیں ہے جس پر انبیاء کرام علیہم السلام سوار نہ ہوئے ہوں-حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس گدھے کے مالک بننے سے پہلے اس کا مالک ایک یہودی شخص تھا-جو کہ جانتے بوجھتے ہی اس گدھے پر ظلم وستم کرتا تھا، اسے کھانے پینے کو کچھ نہیں دیتا تھا اور اس کی پیٹھ پر مارا کرتا تھا-جب نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات کو سنا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تو یعفور ہے تو اس نے اس بات کی تصدیق کی-[12]

ذئب/ذئب کا مفہوم:-

ذئب بھیڑیا کو کہا جاتا ہے-یہ وہ تیز جانور ہے جو اپنے آنے کی خبر کسی کو نہیں دیتا بلکہ اپنے چلنے کی آواز کو پوشیدہ رکھ کر اچانک سے حملہ آور ہوتا ہے اور یہ ذؤالۃ کے نام سے بھی پہچانا جانے لگا ہے-[13]

ذئب کی خصوصیت:

بھیڑیا اپنی چلنے کی آواز کو ظاہر نہیں کرتا-

---

[11] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn Al-Bayhaqī, Dalā'il al-Nubuwwah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1408 AH), 28.

[12] Pīr Karam Shāh Al-Azharī, Ḍiyā' al-Nabī (Lahore: Ganj Bakhsh Publications, 1420 AH), 5:824-825.

[13] Kamāl al-Dīn Al-Damīrī, Ḥayāt al-Ḥayawān (Karachi: Idārah Islāmiyyāt, n.d.), 2:144.

اس کی ایک خاصیت یہ ہے کہ ی آزاد جانور ہے اپنے اوپر کسی بھی دیگر جانوروں کی حکمرانی کو قبول نہیں کرتا بشمول شیر یہ اپنے شکار پر بجلی جیسی تیز آنکھیں جما کر اس پر حملہ اور ہو جاتا ہے۔[14]

بخاری شریف میں بھی جس کو امام بخاریؒ نے لکھا ہے۔

جیسا کہ حدیث شریف ہے:۔

وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَا:سَمِعْنَا أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَاعٍ فِي غَنَمِهِ عَدَا الذِّئْبُ فَأَخَذَ مِنْهَا شَاةً فَطَلَبَهَا حَتَّى اسْتَنْقَذَهَا فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ الذِّئْبُ، فَقَالَ لَهُ: مَنْ لَهَا يَوْمَ السَّبُعِ لَيْسَ لَهَا رَاعٍ غَيْرِي فَقَالَ النَّاسُ: سُبْحَانَ اللَّهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنِّي أُومِنُ بِهِ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَمَا ثَمَّ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ[15]

"ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن نے بیان کیا کہ ہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک چرواہا اپنی بکریاں چرا رہا تھا کہ ایک بھیڑیئے نے اس کی ایک بکری پکڑ لی۔ چرواہے نے اس کا پیچھا کیا اور بکری کو اس سے چھڑا لیا۔ پھر بھیڑیا اس کی طرف متوجہ ہو کر بولا: درندوں کے دن اس کی حفاظت کرنے والا کون ہو گا؟ جب میرے سوا اس کا کوئی چرواہا نہ ہو گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اس پر بول اٹھے: سبحان اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس واقعہ پر ایمان لایا اور ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) بھی۔ حالانکہ وہاں ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) موجود نہیں تھے"

درندوں کے دن سے مراد فتنوں کا دور ہے جب لوگ ان کی وجہ سے اپنے مال مویشی سے غافل ہوں گے۔ بعض لوگوں کے نزدیک سبع کے معنی مہمل ہیں، چنانچہ جب بکریوں کو مہمل چھوڑ دیا جائے گا جو کوئی چاہے انھیں پکڑ لے لیکن پہلا معنی زیادہ واضح اور ظاہر ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے شیخین کے ایمان اور قوتِ یقین پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی تصدیق فرمائی، اس حدیث سے حضرت عمرؓ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔[16]

بھیڑیا اور نبوت کی گواہی:

---

[14] Encyclopedia Maʿlūmāt, Muẓaffar Ḥusayn, 1970, 2:554.

[15] Muḥammad ibn Ismāʿīl Al-Bukhārī, Al-Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb Faḍā'il al-Ṣaḥābah, Bāb Manāqib ʿUmar ibn al-Khaṭṭāb Abī Ḥafṣ al-Qurashī al-ʿAdawī raḍiy Allāh ʿanhu (Riyadh: Bayt al-Afār al-Dawliyyah, 1998), Ḥadīth 3690.

[16] Abū al-Ḥasan ʿAlī ibn Abī Bakr al-Marghīnānī, Al-Burhān, Hidāyat al-Qārī Sharḥ Ṣaḥīḥ Bukhārī (Riyadh: Bayt al-Afār al-Dawliyyah, 1998), 3609.

کتب سیرت میں نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خبر اور ان کی نبوت کی گواہی مختلف جانوروں سے ہمکلامی کی صورت میں ملتی ہے۔ اسی طرح ایک بھیڑیئے کے بارے میں بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے بھی نبوت محمدی ﷺ کی خبر دی اور اس واقعے کو مصنف نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زبان سے نقل کیا ہے۔ جس کا واقعہ کچھ یوں بیان کیا ہے - واقعہ ملاحظہ کریں:

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں بھیڑیئے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے، کہ ایک مرتبہ ایک بکریاں چرانے والا جس کا نام تھا عمیر سطائی (جو کہ یہودی تھا اور ایک چرواہا تھا بکریاں چراتا تھا۔ اس کے بعد اس کو "ذئب سے کلام کرنے کے والے کا لقب ملا تھا") لکھتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ ایک جنگل میں چرواہا بکریاں چرا رہا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے کیا نظر آتا ہے کہ ایک بھیڑیا وہاں پر آ ٹپکا اور اس نے اس بکریوں کے جھنڈ پر حملہ کرتے ہوئے ایک بکری کو اس کے گلے سے الگ کر لیا۔ اس سے پہلے کہ بھیڑیا اسے خوراک بناتا اسی اثناء میں چرواہے نے دیکھ لیا اور ااس چرانے والے نے بکری کو بھیڑیئے کہ چنگل سے نجات دلا دی۔ جب بھیڑیا اپنے شکار سے ہاتھ دھو بیٹھا تو وہ ایک ریت کی چوٹی پر چڑھ گیا جو کہ زمین سے کئی گنا بلند تھا وہ ٹیلہ۔ اس کے اوپر بیٹھا اس طرح تھا کہ اس کے جو آگے کے پیر تھے ان کو اس نے کھڑا کیا ہوا تھا اور جو پچھلے حصے کی ٹانگیں تھی اس میں اس نے اپنی پونچھ رکھ کر اپنی کولہوں کے بل زمین پر بیٹھ گیا۔

پھر بول پڑا کہ جو روزی کا حصہ میرے نصیب میں تھا اللہ تبارک و تعالی نے میرے لیے بھیجا وہ مجھ سے کھینچ لیا گیا ہے۔چرواہا کہتا ہے کہ میں بھیڑیا کا کلام سن کر یعنی اس کی بولتی ہوئی سن کر میں فرط حیرت میں مبتلا ہو گیا کہ ایک جانور ہو کر کلام کر رہا ہے اور وہ بھی شکایت ہے کہ میری خوراک مجھ سے چھین لی گئی ہے۔ میری اس حیرانگی کو دیکھ کر اور سن کر بولا بھیڑیا کہ میرے بات کرنے میں اتنی بڑی حیرانگی ظاہر کرنے کا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔بلکہ اصل حیرت تو تب ہو گی یہ سن کر کہ جب لوگوں کو معلوم ہو گا۔ کہ اس بیابان جنگل میں، ریت کے ٹیلوں میں، ایک ایسی شخصیت کی آمد ہوئی ہے کہ جو ان لوگوں کے حالات بیان کرتا ہے جو کہ عرصہ دراز قبل رونما ہوئے تھے۔ اور وہ ایسے واقعات اور حالات کا ذکر کرتا ہے جو کہ پیش آنے والے ہیں۔ جیسے ہی عمیر سطائی نے ذئب کی زبانی سنا تو وہ خدمت اقدس ﷺ میں پیش ہونے کے لیے روانہ ہوا ، بارگاہ نبوی ﷺ میں پیش ہو کر اس نے سارے قصے کا ذکر کیا۔ جو کہ اس کے ساتھ پیش آیا تھا۔ عمیر سطائی کی زبان

سے سارا قصہ سنتے ہی آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو سچ کہا اور اس کا اقرار اس بات میں فرمایا تھا ۔"[17]

الضب / گوہ کا مطلب:۔

گوہ کو عربی زبان میں الضب کہا جاتا ہے۔**"الضب اس کی جمع ضباب** "آتی ہے، جسے عام زبان میں گوہ کہا جاتا ہے ۔یہ ایک سمندری جانور ہے جو سوسمار کے ساتھ ملتا جلتا ہے۔جس علاقے میں ضب پائی جائے پھر اس کے لیے جو لفظ استعمال ہوتا ہے وہ**"ضب البلد یا الضب البلد** "استعمال کیا جاتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ اس علاقے میں یا اس زمین پر گوہ بہت زیادہ پائی جاتی ہے یعنی **"ارض ضبتہ** "بہت زیادہ گوہوں والی زمین۔"[18]

ضب کا کلام کرنا:۔

گوہ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام ہونے کا واقعہ کچھ اس طرح کا ہے جس کو بیان کرنے والی شخصیت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے ۔

"ایک دیہاتی ایک مرتبہ ضب کا شکار کر کے آرہا تھا اور اس نے اپنے شکار کو اپنے بازوں میں چھپایا ہوا تھا تا کہ وہ اپنے گھر والوں کی طرف لے جائے اور وہ اسے پکا کر کھائیں راستے میں بھیڑ دیکھی اسی اثناء میں وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے آملا اور اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پکارا کہ تم ایک جادوگر ہو، اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ میری قوم کے لوگ مجھے ہر کام میں جلدی کرنے والا کہیں گے تو میں یہ تلوار اپنی نیام سے نکالتا اور (نعوذ باللہ) تمہارا کام تمام کر دیتا۔جب حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے اس کی اس فضول اور حد سے زیادہ گستاخی والا کلام سنا تو وہ جلدی سے اٹھے تا کہ اس کو اس کے انجام تک پہنچائیں۔ مگر رؤف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حفصہ کے باپ بیٹھ جاؤ اور اس کے بعد محمد عربی ﷺ نے اس اعرابی کی طرف اپنا رخ کیا اور اس سے فرمایا:

اسلم تسلم من النار

"اسلام لے آ تو جہنم کی آگ سے محفوظ ہو جائے گا"

تو جواب میں اس نے کہا مجھے میرے بتوں کی قسم جب تک یہ (ضب) تمہارے ایمان کی تصدیق نہیں کریں گی میں اس وقت تک ایمان نہیں لاؤں گا – یہ کہہ کر اس نے اپنے بازو سے سمار کو نکال کر نیچے ڈال دیا اور خود بھاگنا

[17]Al-Dehlawī, Shaykh ʿAbd al-Ḥaqq Muḥaddith, Madārij al-Nubuwwah (Lahore: Shabbīr Brothers, n.d.), 1:250.

[18] Kamāl al-Dīn Al-Damīrī, Ḥayāt al-Ḥayawān, 2:322.

شروع کیاتو آقاء کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کو مخاطب ہو کر روکا اور پھر گوہ سے خطاب کرتے ہوئے پوچھا کہ میں کون ہوں؟ اس نے کہا آپ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب ہیں یعنی آپ کا تعارف یہی ہے اور پھر اس نے چند اشعار پڑھے:

الا یا رسول الله انک صادق

فبورکت مهدیا وبورکت هادیا

اے رسول خدا بے شک آپ دعویٰ رسالت میں صادق ہیں پس آپ برکت دیئے ہوئے ہیں در حالانکہ مہدی ہیں اور برکت دیے گئے ہیں اور دار حالانکہ آپ ہادی ہیں

شہرت لنا دین الحنیفة بعد ها

عبدنا کامثال الحمیری الطواغیا

آپ نے ہمارے لیے دین حنیف کو ظاہر فرمایا بعد اس کے کہ ہم نے گدھوں جیسے طواغیت اور اصنام کی عبادت کی

نیا خیرا مدعو ویا خیرا مرسل

الی الجن ثم الانس لبیک داعیا

پس اے ان لوگوں میں سے بہترین جن کو اللہ نے اپنی طرف بلایا اور سب رسولوں سے افضل جو جنوں اور انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے

اتیت ببرہان من الله واضح

فاصبحت فینا صادق القول داعیا

آپ اللہ تعالی کی طرف سے ایک واضح برہان اور دلیل لائے اور ہمارے درمیان سچے قول والے اور احکام خداوندی کو محفوظ رکھنے والے ہو گئے

فبورکت فی الاحوال حیا ومیتا

وبورکتمولودا وبورکت ناشاء

آپ سب حالات میں بابرکت ہیں حالات حیات ظاہرہ ہو یا حالت ممات حالت بچپن ہو یا حالت جوانی"

اور اس کے بعد وہ بالکل خاموش ہو گئی یہ گوہ کا کلام دیکھ کر دیہاتی گھبرا گیا یہ اور وہ یہ سوچنے لگا کہ یہ وہ گوہ ہے جس کو جنگل سے میں نے شکار بنایا اور اپنے بغلوں میں ڈال کر اس کو یہاں لایا ہوں وہ بھی محمد عربی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس یہ کلام کر رہا ہے اور اس طرح رسالت کی گواہی دے رہا ہے-[19]

[19] Abū Bakr Aḥmad ibn Ḥusayn Al-Bayhaqī, Dalā'il al-Nubuwwah (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmiyyah, 1408 AH), 37.

یہ واقعہ اس بات کا غماز ہے کہ نبی ﷺ کی رسالت کا اقرار صرف انسانوں تک محدود نہیں تھا، بلکہ اللہ کی مخلوقات میں سے ہر ایک نے آپ کی عظمت کو تسلیم کیا۔ گوہ کا کلام دراصل نبی ﷺ کی صداقت کی ایک مادی شہادت تھی جو انسانی عقل کے لئے ایک معجزہ ثابت ہوئی۔ اس واقعے میں یہ پیغام بھی ملتا ہے کہ اللہ کی ہدایت کسی بھی مخلوق کو حاصل ہو سکتی ہے، اور اس کے پیغمبروں کی صداقت کی گواہی تمام مخلوقات سے آسکتی ہے۔

یہ واقعہ مسلمانوں کے ایمان کو مضبوط کرتا ہے اور نبی ﷺ کے معجزات کی حقیقت کو اجاگر کرتا ہے۔ نیز یہ واقعہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اللہ کی قدرت کا کوئی بھی شریک نہیں، اور ہر مخلوق اس کے حکم کا تابع ہے۔

الظب/ہرن:۔

عربی زبان میں ہرن کو ظب کہا جاتا ہے-الظب جس کی جمع ظب یاظباء آتی ہے-اسکی مؤنث ظبہ آئے گی مؤنث کی جمع ظبیات یا ظباء ہو گی-زمین کا وہ ٹکڑا جہاں پر یہ بہت زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں اس جگہ کو ارض ظباۃ کہا جاتا ہے-امام کرخیؒ[20] کہتے ہیں کہ **ظباء** کا لفظ جو ہے وہ مذکر ہرن کے لئے جاتا ہے- جو مونث ہرن ہو گا اس کو غزال کہا جائے گا[21]

ہرنی کا ہمکلام ہونا رؤف رحیم محمد ﷺ سے:۔

ہرنی سے ہم کلام ہونے کے واقعے کو مختلف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بیان کیا جن میں شامل حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں-حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی اس واقعہ کا ذکر ملتا ہے کچھ مختلف الفاظ میں-[22]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا ہے کہ خاتم النبین محمد صلی اللہ علیہ وسلم جا رہے تھے کہ راستے میں ایک ہرنی کے پاس سے گزرے جو کہ ایک کوٹھڑی کے اندر رسی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی جیسے ہی ہرنی نے دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے ہیں-تو اس نے پکارا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھے تھوڑی دیر کے لیے آزاد کر دیں تا کہ میں یہاں سے نکل کر جاؤں اور اپنے بچوں کا پیٹ بھر آؤں جیسے ہی میں وہاں سے فارغ ہوں گے تو میں یہاں پر ہی واپس لوٹ آؤں گی اور دوبارہ مجھے اسی جگہ پر آپ اسی رسی کے ساتھ باندھ دیجئے گا-جب ہرنی کی یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنی تو آپ ہرنی سے مخاطب ہوئے کہ:۔

[20] امام کرخی عبیداللہ کرخی کے نام سے بھی مشہور ہیں، ابو الحسن کرخی یہ حنفی فقیہ اور عراق میں حنفیہ کے امام و شیخ ہیں۔

[21] Kamāl al-Dīn Al-Damīrī, Ḥayāt al-Ḥayawān, 375.

[22] ʿAbd al-Jalīl Ṣiddīqī, Sīrat al-Nabī Kāmail ﷺ (Lahore: Sheikh Ghulām ʿAlī and Sons Ltd., 1988), 879.

"تجھے یہاں پر باندھنے والا شخص کون ہے؟ کس نے تجھے یہاں پر باندھ رکھا ہے؟ کس نے شکار کر رکھا ہے؟ اور اگر میں تمہیں کھول دوں، آزاد کر دوں تو اس بات کی کون ذمہ داری اٹھائے گا کہ تو واپس لوٹ کر یہیں پر آئے گی یہاں سے بھاگ کر نہیں جائے گی -"

اسی بات چیت کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آزاد کر دیااور وہ ہرنی ایسے بھاگتی ہوئی گئی اپنے بچوں کے پاس اور کچھ ہی دیر میں وہ واپس لوٹ آئی اور جب وہ واپس لوٹی تو اس کے تھنوں میں دودھ نہیں تھا- آپ نے اسے دوبارہ اسی جگہ پر باندھ دیا اور پھر ان لوگوں کے پاس تشریف لے گئے جنہوں نے اس کو باندھ رکھا تھااور ان سے فرمایا کہ اس ہرنی کو مجھے تحفے میں پیش کر دو- چنانچہ آقا کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا تو وہ انکار نہ کر سکے اور انہوں نے وہ ہرنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور تحفہ دے دی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہرنی کے مالک بن گئے تو آپ نے اسے آزاد کر دیا-توبشر المرسلین ﷺ نے اس کو آزاد فرمادیا-[23]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله[24]

توبشر المرسلین ﷺ نے اس کو آزاد فرمادیا-[25]

ہرن (ظب) کا نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمکلام ہونا ایک منفرد واقعہ ہے جو سیرت نبوی میں اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ واقعہ نبی ﷺ کی رحمت، صداقت، اور اللہ کی قدرت کا ایک زبردست مظہر ہے۔ اس واقعے کے ذریعے نبی ﷺ نے صرف انسانوں ہی نہیں بلکہ تمام مخلوقات کو اپنی صداقت کی گواہی دینے کی توفیق دی۔

ہرنی کا نبی ﷺ سے ہمکلام ہونا اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی رحمت اور ہدایت کا دائرہ صرف انسانوں تک محدود نہیں تھا، بلکہ آپ ﷺ کی ہدایت تمام مخلوقات تک پہنچتی تھی۔ یہ واقعہ نبی ﷺ کے عفو و درگزر کی گواہی بھی دیتا ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے اس ہرنی کے لیے احساں و کرم کا مظاہرہ کیا۔ جب ہرنی نے آپ ﷺ سے اپنی آزادی کی درخواست کی، تو آپ ﷺ نے اس کی بات سنی اور اسے آزاد کرنے کا فیصلہ کیا۔

یہ واقعہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ کی قدرت ہر مخلوق پر حاوی ہے اور ہر مخلوق اس کی مرضی اور حکمت کے مطابق عمل کرتی ہے۔ ہرنی کا نبی ﷺ سے ہمکلام ہونا، اور پھر اس کا واپس آکر رسی کے ساتھ بندھ جانا، اللہ کی طرف سے ایک معجزہ تھا جس کے ذریعے نبی ﷺ کی صداقت اور اللہ کی حکمت کا مظاہرہ ہوا۔ ہرنی کا یہ عمل اللہ کی قدرت کا ایک واضح نشان تھا کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے، وہ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے۔

---

[23] ʿAbd al-Jalīl Ṣiddīqī, Sīrat al-Nabī Kāmail ﷺ, 385.

[25] Al-Jawzī, ʿAbd al-Raḥmān, Al-Wafā bi-Aḥwāl al-Muṣṭafā, 385 .

جب ہرنی نے نبی ﷺ سے وعدہ کیا کہ وہ واپس آکر دوبارہ باندھی جائے گی، تو یہ اس بات کی گواہی تھی کہ اللہ کی ہدایت اور پیغمبروں کی صداقت کا اقرار صرف انسانوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ حیوانات بھی اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس واقعے میں ہرنی کا نبی ﷺ سے وعدہ کر کے واپس آنا، اس کے ایمان کی علامت تھا اور یہ واقعہ مسلمانوں کے ایمان کو مزید پختہ کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی صداقت کا انکار کوئی مخلوق نہیں کر سکتی۔

نبی ﷺ نے اس واقعے کے دوران حکمت اور تدبر کا مظاہرہ کیا۔ آپ ﷺ نے نہ صرف ہرنی کے ساتھ گفتگو کی، بلکہ اس کی آزادی اور اس کے وعدے کی تکمیل پر بھی توجہ دی۔ اس کے بعد جب ہرنی واپس آئی، تو آپ ﷺ نے اس کی صداقت کو تسلیم کیا اور اس کے مالک سے تحفہ کے طور پر اس ہرنی کو حاصل کیا۔ یہ حکمت کا عمل تھا جو نبی ﷺ کی فہم و فراست اور مخلوقات کے ساتھ برتاؤ کی ایک اعلیٰ مثال پیش کرتا ہے۔

ہرنی کے ساتھ یہ واقعہ نبی ﷺ کی رحمت، صداقت، اور اللہ کی قدرت کو ظاہر کرنے والا ایک اہم واقعہ ہے۔ یہ واقعہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ نبی ﷺ کی رسالت کا دائرہ ہر مخلوق تک پہنچتا تھا، اور اللہ کی ہدایت کسی بھی مخلوق کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اس کے ذریعے نبی ﷺ کی عظمت اور اللہ کی قدرت کا احساس انسانوں کے دلوں میں مزید گہرا ہوتا ہے، اور ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنی زندگی میں نبی ﷺ کی تعلیمات کو عملی طور پر اپنا کر اللہ کی رضا حاصل کریں۔

خلاصہ کلام:

مقالہ ہذا میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے، خاص طور پر ان معجزات کا ذکر کیا گیا ہے جو جانوروں سے ہمکلام ہونے سے متعلق ہیں۔ اس طرح کے معجزات نے نبی ﷺ کی صداقت کو ظاہر کیا اور یہ ثابت کیا کہ آپ ﷺ کا پیغام صرف انسانوں تک محدود نہیں تھا، بلکہ تمام مخلوقات نے آپ ﷺ کی نبوت کا اقرار کیا۔ یہ معجزات صرف نبی ﷺ کی عظمت کو ظاہر نہیں کرتے بلکہ یہ انسانوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ اللہ کی قدرت ہر چیز پر غالب ہے اور ہر مخلوق کو اللہ کے حکم سے نبی ﷺ کی باتوں کا علم تھا۔ ان واقعات کا ذکر کرنے کا مقصد مسلمانوں کے ایمان کو مزید پختہ کرنا اور ان کے دلوں میں نبی ﷺ کی محبت اور عظمت کو بڑھانا ہے۔

مجموعی طور پر، یہ معجزات نبی ﷺ کی رسالت کی صداقت کا مضبوط ثبوت ہیں اور ان سے یہ سبق ملتا ہے کہ اللہ کی قدرت اور اس کا پیغام ہر مخلوق پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ان واقعات نے انسانوں کے دلوں میں یقین پیدا کیا کہ نبی ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور ان کی باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔